تصانیف:

موصوف تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ، رجال اور فلسفہ کے ماہر تھے ان کے تحریر کردہ تراجم و تصانیف میں سے اہم درج ذیل ہیں۔

۱۔	تفسیر مواہب الرحمٰن فی تفسیر القرآن	۲۔	ترجمہ فتاویٰ عالمگیریہ
۳۔	شرح صحیح بخاری	۴۔	حاشیہ بسطیہ علی التلویح
۵۔	حاشیہ علی تقریب التہذیب	۶۔	تکملتا التقریب
۷۔	المستدرک فی الرجال	۸۔	عین الہدایہ [8]

تدریسی خدمات:

مدرسہ عالیہ کلکتہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اور ندوۃ العلماء لکھنو میں بھی صدر مدرس کے عہدہ پر فائز رہے۔

نزہۃ الخواطر میں ہے:

"و فی آخر عمره استقدمه ناظر المدرسة العالیه الی کلکته وولاء التدریس و بعد سنة أوبسنتین استقدمه أعضاء الندوة الی لکهنو وولوه نظارة دارالعلوم ورئاسة التدریس ها فدرس و أفاد نحوثلاث سنین و توفی الی رحمة الله سبحانه وتعالی.[9]

"اور عمر کے آخری حصہ میں مدرسہ عالیہ کے نگران نے کلکتہ آ کر انہیں تدریسی ذمہ داریاں سنبھالنے کی پیش کش کی۔ اس کے ایک یا دو سال بعد ندوۃ العلماء کے ارکان نے لکھنؤ آنے کی پیش کش کی اور انہیں دارالعلوم کی نگرانی اور تدریس کی سربراہی سپرد کی۔ تقریباً تین سال تک انہوں نے تدریس و افادہ کا کام کیا اور وہیں پر ہی (۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء) وفات پا گئے۔

تفسیر مواہب الرحمٰن

تفسیر مواہب الرحمٰن تین جلدوں پر مشتمل ہے ابتداء میں ایک طویل مقدمہ ہے جس میں کبار مفسرین عربی کا ذکر ہے اور مختلف مسائل تفسیریہ پر بحث کی گئی ہے۔ کثرت سے احادیث کے حوالے دیئے گئے ہیں اور مقدمہ کے آخر میں صوفیائے کرام کا ذکر ہے، مقدمہ کے بعد ہر پارہ کی تفسیر علیحدہ علیحدہ جلد میں ہے، عربی زبان کی مستند تفاسیر کو سامنے رکھ کر آیات کی تشریح و تفسیر میں مفسر نے وسعت ظرفی سے کام لیتے ہوئے مختلف حوالوں سے طویل اقتباسات درج کئے ہیں۔ سابقہ تفاسیر عربی کی تلخیص کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں:

"تفسیر مواہب الرحمٰن (۳۰) لمبی چوڑی ضخیم جلدوں میں از مولانا امیر علی ملیح آبادی (مرحوم) بہت جامع مفصل کتاب مع عربی کے مشہور و متداول تفاسیر کا عطر اس میں آ گیا ہے مع زبان پرانی ہو گئی ہے"۔[10]

ناشر نے ''مواہب الرحمٰن'' کی خصوصیات کا جو خلاصہ لکھا ہے وہ اس تفسیر کی مکمل عکاسی کرتا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

ان کی خصوصیات اور محاسن وکمالات بیان کرنے کے لئے بیسوں صفحات بھی ناکافی ہیں المختصر یہ کہ تفسیر ایسا گلدستہ ہے جو کہنے کو تو تفسیر ہے لیکن درحقیقت بیک وقت ہزار ہا احادیث وآثار کا ترجمہ بہترین شرح حدیث آئمہ اربعہ کے فقہی مسائل کے استنباط واستخراج اوران کا طریق کا اصول خزانہ، گنجینہ علم کلام، معدن علوم ومعرفت، ہزاروں ہزار مواعظ کا مجموعہ، نیچریت، رفض و اعتزال اور خارجیت کی مکمل مدلل اور احسن رد، عقائد واعمال کا صحیح پیمانہ، صحابہ کرامؓ، تابعین، آئمہ محدثین مجتہدین کے مسلک ومشرب کا بطریق ترمذی شریف آئینہ، اور تشنگان علم ومعرفت، متلاشیان راہ حق کے لئے فیض کا ایسا سرچشمہ ہے جس سے ہر کوئی اپنے اپنے ذوق اور ظرف کے مطابق سیراب ہوسکتا ہے۔[۱۱]

اردو زبان کی اس جامع اولین تفسیر کا ذیل میں تحلیلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

تفسیر القرآن بالقرآن:

قرآن کے تفسیری اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے اصول القرآن یفسر بعضہ' بعضاً کو اختیار کرتے ہوئے ان آیات بینات کی تفسیر صرف قرآن کی دیگر آیات سے کرتے ہیں (جہاں ظاہراً تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی)

چنانچہ سورۃ فاتحہ کی آیت نمبر۶ میں انعام پانے والے لوگوں کا ذکر ہے یہ منعم علیہم لوگ کون ہیں؟ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۹ کو اس ضمن میں ذکر کر کے انعام پانے والے چاروں گروہوں کی تفصیل بتادی ہے۔ ذیل میں ان کی تفسیر سے اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

صراط الذین انعمت علیھم (۱۲) ''ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا''

جب بندہ نے نعمت ایمان کی رہنمائی پائی تو وہ ہر وقت نماز میں اللہ تعالیٰ عزوجل سے بہت عمدہ طریقہ پر بعد حمد وثناء، اظہار خلوص کے راہ مستقیم پر پہنچائے جانے کی درخواست کرتا ہے اور جو ایک درجہ پہنچ گیا وہ اس سے عالی درجہ کی درخواست کرتا ہے الٰہی مجھ کو راہ مستقیم تک پہنچادے یعنی **صراط الذین انعمت علیھم** ''ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا'' اور اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں پر انعام فرمایا ان کا ذکر اس آیت میں ہے **اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین والشھداء والصالحین و حسن اولئک رفیقا** (۱۳) ''یعنی انبیاء وصدیقین وشہداء وصالحین یہی ایسے بندے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے اور ہمراہی کے واسطے یہ کیا خوب لوگ ہیں''۔ (۱۴)

تفسیر القرآن بالاحادیث:

تفسیر ہذا کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ محدثانہ رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ موصوف مفسر کو چونکہ روایات کے بڑے ذخیرہ تک رسائی حاصل تھی اس لئے انہوں نے اپنی تفسیر میں کافی حد تک احادیث سے استفادہ کیا

ہے اور تفسیر آیات کے سلسلہ میں آیات قرآنی ذکر کرنے کے بعد جہاں بھی انہیں احادیث مل سکی ہیں انہیں بیان کرنے میں فراخ دلی سے کام لیا ہے۔ البتہ محدثین کی طرح احادیث مبارکہ کی اسناد ذکر کرنے سے گریز کیا ہے صرف اپنے مأخذ والی تفسیر کے حوالہ پر اکتفاء کیا ہے۔ بہت کم مواقع تفسیر ہذا میں ایسے ہیں جہاں سند کے رجال پر بحث کی گئی ہے۔ چنانچہ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳ کی تفسیر کرتے ہوئے شہداء علی الناس کی وضاحت کی غرض سے احادیث مبارکہ ذکر کی ہیں، موصوف کی تفسیر سے اقتباس درج ذیل ہے:

''وقولہ تعالیٰ شھداء علی الناس'' یعنی تا کہ تم قیامت میں لوگوں پر گواہ رہو تم کو خیار عادل اس واسطے بنادیا تا کہ تم قیامت میں لوگوں پر گواہ ہو اس بات کے کہ ان کے رسولوں نے ان کو پہنچادیا جو اللہ تعالیٰ کا پیغام تھا اور امام احمد نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن نوحؑ کو بلا کر کہا جائے گا کہ تو نے پہنچادیا پس کہے گا ہاں تو اس کی قوم بلائی جائے گی پس ان سے کہا جائے گا کیا تم کو پہنچادیا پس وہ لوگ کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی ڈرسنانے والا نہیں آیا پس نوحؑ سے کہا جائے گا کہ کون تیری گواہی دیتا ہے پس کہے گا محمد ﷺ اور اس کی امت پس یہی ہے قول اللہ تعالیٰ کا **وکذالک جعلنا لکم امۃً وسطاً**۔ آپ ﷺ نے فرمایا وسط ہی عدل ہے پس تم لوگ بلائے جاؤ گے پس تم نوحؑ کے واسطے گواہی دو گے پھر میں تم پر گواہ کیا جاؤں گا اور نسائی کی روایت میں زیادہ ہے کہ پھر کہا جائے گا تا کہ تم نے نوحؑ کا پیغام پہنچانا کیونکر معلوم کیا کہ تم کہو گے ہمارے پاس نبی حضرت محمد ﷺ آیا پس اس نبی نے ہم کو خبر دی کہ رسولوں نے البتہ پیغام حق پہنچادیا، حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی فرمایا قیامت کے دن میں اور میری امت خلائق پر مطلع ہوں گے اور لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو ہم سے قریب نہ آوے گا اور کوئی پیغمبر جس کو اس کی قوم نے جھٹلایا اس کے حق میں کہے گا کہ ہم اس کے واسطے گواہی دیں گے کہ اس نے اپنے پروردگار کا پیغام ان لوگوں کو پہنچایا''۔[15]

تفسیر باقوال الصحابہؓ والتابعین:

موصوف مفسر نے احادیث رسول ﷺ کی طرح اقوال صحابہؓ وتابعین کے اقوال کثرت سے نقل کئے ہیں۔ چونکہ یہ قرآن کریم کے اولین مخاطب تھے نزول قرآن کی کیفیات کے عینی شاہد تھے، آپ ﷺ سے براہ راست شرف تلمذ حاصل کیا اور آپ ﷺ ہی کے تربیت یافتہ تھے۔ سید امیر علی اقوال صحابہ کو حجت تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جب تفسیر بالآیت وبالحدیث نہ ہو تو صحابہؓ کے اقوال معتبر ہیں خصوصاً خلفاء اربعہ باقی عشرہ ومبشرہ مثل حضرات عبداللہ بن مسعودؓ وابن عباسؓ وابن عمرؓ وغیرھم''۔[16]

اور تابعین کے اقوال کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ حضرات صحابہؓ کے چشمہ فیض سے مستفید ہوئے اور یہ خاص تلامذہ حضرات صحابہ کرامؓ ہیں چنانچہ سفیانؒ ثوری نے فرمایا کہ جب تجھے حضرت مجاہدؒ سے تفسیر پہنچے تو کافی وافی ہے اسی طرح تابعین میں سعیدؒ بن جبیر، عکرمہؒ، عطاءؒ بن ابی رباح وحسن بصریؒ ومسروقؒ، سعید بن المسیبؒ وابوالعالیہ وربیع بن انس وقتادہؒ

وضحاکؒ وغیرہ ہیں۔[۱۷] بناء بریں موصوف صحابہؓ وتابعین کے اقوال کو اپنی تفسیر میں ہر جگہ تفسیری استشہاد کے طور پر لے آتے ہیں چنانچہ اس قسم کا تفسیری نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔سورۃ الفجر کی ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت کی اور طاق کی، مسروقؒ ومحمد بن کعبؒ تابعین سے روایت ہے کہ الفجر سے دسویں ذی الحجہ کی فجر مراد ہے اور وہ لیالِ عشر کا خاتمہ ہے اور والشفع والوتر کے ضمن میں امام احمدؒ ونسائیؒ کی روایت حدیث جابرؓ میں ہے کہ الوتر یوم عرفہ ہے اور الشفع یوم الاضحیٰ ہے۔ابوسعیدؓ بن عوف سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے ایام خلافت میں خطبہ پڑھتے تھے کہ ایک شخص نے شفع ووتر کو پوچھا تو فرمایا الشفع قول اللہ تعالیٰ فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه اور الوتر قول اللہ تعالیٰ و من تاخر فلا اثم علیه یعنی ایام منیٰ کے تین روز ہیں جو کوئی دو دن میں جلدی کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور شفع ہیں اور تاخیر کرے اس پر گناہ نہیں ہے یہ وتر ہے۔تابعین میں حضرت حسن بصریؒ اور زید بن اسلمؒ نے کہا خلق سب الشفع یعنی جفت ہیں اور وتر ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی مخلوقات کی قسم کھائی ہے اور عند البعض مجاہدؒ کی بھی یہی روایت ہے۔عوفیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ مجاہدؒ نے کہا الشفع جفت ہے اور الوتر اللہ عزوجل ہے دوسری روایت میں مجاہدؒ نے کہا اللہ تعالیٰ وتر ہے اور مخلوق جفت یعنی نر و مادہ ہیں قتادہؒ نے حسن بصریؒ نے روایت کی ہے جفت و طاق عدد ہیں بعض جفت ہوتے ہیں اور بعض طاق۔[۱۸] تابعین کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

جفت وطاق دو چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور انہیں کے شمار سے مخلوقات پیدا کیں اور ان کے نزدیک اس طاق سے فقہائے سعبہ بھی مراد لئے جاسکتے ہیں۔[۱۹]

متقدمین مفسرین سے استفادہ:

موصوف مفسر نے آیات کی وضاحت اور تفسیر کرتے وقت سابقہ مفسرین اور متقدمین کے مختلف اقوال بھی نقل کئے ہیں ذیل میں ان کی تفسیر سے مثال پیش کی جاتی ہے۔

فاخذتکم الصاعقة وانتم تنظرون.[۲۰] ’’یعنی تم کو صاعقہ نے گرفتار کرلیا درحالیکہ تم سے دیکھتے رہے‘‘۔

ابن جریرؒ نے سدی سے روایت کی ہے صاعقہ ایک آگ تھی جو آسمان سے نازل ہوئی جس نے ان کو جلادیا، ابن کثیرؒ نے عروۃؒ بن مریم سے روایت کی ہے صاعقہ سے بعض بے ہوش ہوکر مرگئے اور بعض دیکھتے رہے، بیضاوی میں ہے اور صاعقہ خود گرگئی تو موجود آگ کو دیکھتے رہے اور اگر صاعقہ آواز تھی تو اس کا اثر دیکھتے تھے جیسے بولتے ہیں کہ دیکھتے ہی دیکھتے یہ حال ہوا، سیوطیؒ نے کہا یہ حال آنکھوں سے دیکھتے تھے، سدیؒ ومحمدؒ بن اسحاق نے بیان کیا جب ان کو صاعقہ نے گرفتار کیا تو حضرت موسیٰ کھڑے ہوکر رونے لگے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے الٰہی میں بنی اسرائیل سے کیا کہوں گا ہزاروں مارے گئے اور جو کچھ اچھے اچھے چھانٹے گئے وہ یہاں ہلاک ہوگئے۔[۲۱]

لغت سے استشہاد:

علم لغت کی مدد سے لفظ کے اصل معنی معلوم کئے جاتے ہیں کہ یہ لفظ کس معنی کیلئے وضع کیا گیا جس سے اصطلاحی معنی کا مفہوم متعین کرنے میں مدد ملتی ہے اسی وجہ سے بعض الفاظ کی لغوی تحقیق بھی کی گئی ہے مثلاً: یسئلونک عن الاھلة [۲۲] وہ آپ سے ہلال کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ اھلۃ ہلال کی جمع ہے جو پہلی سے تیسری تاریخ تک چاند کا نام ہے پھر اس کے بعد اس کو قمر کہتے ہیں مگر یہاں اس کو اول نام سے بیان فرمایا۔ یہ ماخوذ ہے استھل الصبی سے۔ لڑکا چلایا یعنی جس وقت لڑکا پیدا ہوا چونکہ چاند دیکھ کر ہی لوگ اکثر اپنی آواز بلند کرتے تھے لہذا اہلال نام ہوا۔ [۲۳]

صرفی ونحوی بحث:

حسب موقع صرفی ونحوی بحث بھی کی گئی ہے اور اپنی تفسیری رائے اسی بحث کی روشنی میں بیان کرتے چنانچہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۹۔ فئة تقاتل فی سبیل الله واخری کافرة یرونهم مثلیهم رای العین. ''ایک جماعت وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتی ہے دوسری کافر ہے جو دیکھتے ہیں ان کو دو چند'' کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں:

یرونهم مثلیهم رای العین ''اس کی تفسیر میں دو قول ہیں اول آنکہ یرون کے فاعل کافرین ہے اور ضمیر راجع بمؤمنین یرون المشرکین المؤمنین مثلیهم فی العدد رای أعینهم بعض مومنوں کو مشرکین تعداد میں اپنے سے دو چند دیکھتے تھے اور ان کو نظر آتا تھا اللہ تعالیٰ نے ان سے اس دیدار میں اسلام کی فتح ونصرت کا سبب کر دیا قول دوم اور وہی جمہور مفسرین کا ہے کہ یرون کا فاعل مومنین ہیں اور ضمیر راجع بجانب کفار ہے اور معنی یہ ہیں کہ مسلمان لوگوں کو اپنے سے دو چند دیکھتے تھے ان آنکھوں سے دیکھنا''۔ [۲۴]

کلام عرب سے استشہاد:

قرآنی آیات کے مفہوم کی وضاحت اور معانی ومطالب کی تعیین کے سلسلہ مین کلام غرب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے مثلاً: أریت الذی یکذب باالدین. [۲۵] ''کیا تو نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جو جزاء کو جھٹلاتا ہے'' کے ضمن میں شعر نقل کیا ہے۔

صاح هل رایت أو سمعت براع　　　رد فی الضرع ماقری فی الحلاب

''آواز دی کہ بھلا تو نے کبھی دیکھا یا سنا کہ کسی راعی نے دوہنی میں دوہا ہوا دودھ تھن میں پھیر دیا ہو''

رازیؒ نے کہا اَرَاَیت کے معنی یہ کہ کیا تو نے پہچان لیا۔۔۔۔۔۔۔ یہ لفظ اگر چہ بظاہر استفہام ہوتا ہے لیکن اس سے غرض یہ ہے کہ بہت تعجب کیا جائے جیسے کہتے ہیں کہ تو نے دیکھا فلاں شخص نے کیا حرکت کی۔ [۲۶]

فقہی مسائل کا بیان

آیات احکام کے ذیل میں فقہی مسائل کو بیان کیا گیا ہے، فقہی کتب کی عبارات کا ترجمہ کر کے تمام اہلسنت والجماعت کی ترجمانی کرتے ہیں اور موصوف نے تعامل صحابہؓ وتبع تابعین وآئمہ مجتہدینؒ ومحدثینؒ کے باہمی اختلاف ومذاہب کو بھی بیان کیا

ہے اور صحابہؓ کرام اور آئمہ کرامؒ کے اختلاف کو رحمت قرار دیتے ہیں اور اس اختلاف کو باعث نزاع اور جھگڑا بنانے اور جنگ و جدل کا سے موضوع بنانے والوں کے خلاف ہیں۔

چنانچہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''صحابہ محمد رسالت کے روشن ستارے ہیں ان کی اقتداء سے منزل مقصول پر پہنچ جاتا ہے۔ اگرچہ ان ستاروں کی طرح ہمہ تن روشن نہ ہو، پس ہر ایک کے اجتہادی طریقہ میں نور ہے اور اسی طریقہ پر علماء و مجتہدین ہیں کہ سب کا مرکز قرآن وحدیث و جماعت صحابہؓ ہے کوئی اس مرکز سے متفرق و خارج نہیں ہوا بلکہ اسی جماعت صحابہؓ پر قائم ہیں۔ اسی واسطے ہمارے مجتہدین حضرات، حضرت جعفر صادقؒ وابوحنیفہؒ و مالک وشافعی واحمد سفیان ثوریؒ، داؤد ظاہریؒ و بخاریؒ و مسلمؒ وسابقین ولاحقین پر ہیں کیوں کہ سب کا مرکز قرآن وحدیث اور صحابہ کرامؓ ہیں پس ہر ایک نے بحکم الٰہی جو اجتہاد کیا ثواب موعود کا مستحق ہے اور اس میں کچھ کمی نہ ہوگی ہاں فضل الٰہی سے زیادتی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ پس خلوص نیت سے ثواب کیلئے جس پر عمل ہو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے''[۲۷]

اشعار کا استعمال:

تفسیر ہذا میں توضیح آیات کے سلسلہ میں موصوف مفسر نے عربی اشعار بھی ذکر کئے ہیں جس سے تفسیری آراء مزید نکھر کر سامنے آتی ہیں چنانچہ لکھتے ہیں: ''ورفعنا لک ذکرک''[۲۸] ''میں حسان بن ثابت کا شعر اس پر دلالت کرتا ہے۔

أغر علیه النبوة خاتم — من الله من نور یلوح و یشهد

''محمد پر نور سے نبوت کی انگشتری اللہ کی طرف سے روشن کی گئی جو چمکتی اور گواہی دیتی ہے۔''

و ضم الاله اسم النبی الی اسمه — اذا قال فی الخمس المؤذن اشهد

''اور اللہ تعالیٰ نے نبی اللہ محمد کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا دیا جب پانچ نمازوں میں مؤذن اشہد کہتا ہے۔''

و شق له من اسمه لیجله — فذو العرش محمود و هذا محمد

''اللہ تعالیٰ نے اس پیغمبر خاتم النبین کی تعظیم کے واسطے اپنے نام سے اس کا نام مشتق کیا۔

چنانچہ ذوالعرش کا نام محمود ہے اور یہ رسول اللہ محمد''۔[۲۹]

مذکورہ آیت جو نبی کریم ﷺ کی عظمت ورفعت پر دال ہے اس کی مزید تائید کی غرض سے حضرت حسانؓ کے اشعار نقل کئے ہیں جو آیت مذکورہ کی تفسیر کہے جاسکتے ہیں۔

اصلاح طلب پہلو

تفسیر مواہب الرحمٰن متعدد خصوصیات کی حامل ہے اور سابقہ جملہ تفسیروں کی جامع ہے اردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی تفسیر ہے اس کے باوجود تفسیر ہذا کے مطالعہ سے چند اصلاح طلب پہلو سامنے آتے ہیں ذیل میں قدرے اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱- غیر ضروری مباحث:

تفسیر ہذا میں بعض مقامات پر خلط مبحث اور ابہام ہے اور عبارت گنجلک ہے اور غیر ضروری مباحث بھی درج ہیں مثلاً مقدمہ میں محدثین کے طبقات کو بیان کیا گیا جن کی اس موقع پر ضرورت نہ تھی اور بعض مقامات پر غیر مانوس الفاظ استعمال کرتے ہیں خصوصاً ''جنس'' اور ''فضلہ'' کا لفظ، نیز جب کسی فرقہ پر تنقید کرتے ہیں خطیبانہ انداز اختیار کرتے ہوئے جذبات کی رو میں بہہ جاتے ہیں مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں:

''مترجم کہتا ہے فرقہ پلید گمراہ مادی کی تقریر کے آسمان کا وجود نہیں کیونکہ اس کو دوربین سے کنکھورے وجھاڑ دار درختوں کے اشکال نظر آتے ہین اور آسمان نظر نہیں آتا۔

اس اقتباس میں ''فرقہ پلید گمراہی مادی'' سے معتزلہ کی طرف اشارہ ہے۔

علاوہ ازیں ان کا کام مربوط اور ہم آہنگ نہیں ہے کہیں پر کوئی بات چل رہی ہوتی ہے تو درمیان میں غیر متعلقہ موضوع شروع ہوجاتا ہے جیسے مقدمہ کے صفحہ نمبر ۱۰۲ پر تصوف کی تعریف شروع کردی ہے حالانکہ سیاق وسباق سے متعلق نہیں ہے۔

۲- تکرار روایات:

مختلف روایات وأحادیث کو مختلف کتب حدیث وتفسیر سے أخذ کر کے اردو ترجمہ پیش کرتے وقت ایک ہی مفہوم رکھنے والی روایت کو معمولی فرق کی وجہ سے بار بار بیان کرتے ہیں، جس کی بناء پر تفسیر میں تکرار روایات کثرت سے مثلاً سورۃ مجادلہ کی ابتدائی آیات کے شان نزول میں مسند احمدؒ، صحیح بخاریؒ، سنن نسائیؒ، ابن ماجہؒ ابن ابی حاتمؒ اور ابن جریر طبریؒ کے حوالہ سے روایات کو الگ الگ ذکر گیا ہے جبکہ مفہوم جملہ روایات کا تقریباً یکساں ہے۔

۳- لفظی ترجمہ:

تفسیر ہذا میں سلیس اردو ترجمہ نہیں ہے بلکہ لفظی ترجمہ ہے نیز موصوف نے تفسیری اقوال عربی تفاسیر سے اخذ کیے ہیں اور ان کی عبارت کا ترجمہ بھی لفظی کرتے ہیں جس کی وجہ سے قاری کو بعض مقامات پر کافی الجھن کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۴- بلاعنوان موضوعات:

سید امیر علیؒ نے تفسیر کرتے وقت اگرچہ آیات قرآن، احادیث نبویؐ، اقوال صحابہؓ اور آثار تابعین اور فقہی مسائل وغیرہ پر مکمل بحث کی ہے تاہم پوری تفسیر میں اپنے موضوع سے متعلق کہیں بھی عنوان قائم نہیں کیا ہے۔

تفسیر مواہب الرحمٰن اپنی عظیم خصوصیت وامتیازات کے باوجود منظر عام پر نہ آسکنے کی اہم وجوہات میں سے اس کی ضخامت، پرانا پن، اردو اور دقیق الفاظ کا استعمال خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تاہم یہ تفسیر ایسا گلدستہ ہے جو کہنے کو تو تفسیر ہے درحقیقت بیک وقت ہزار ہا احادیث وآثار کا ترجمہ، بہترین شرح

حدیث، آئمہ اربعہ کے فقہی مسائل کے استنباط و استخراج کا طریق کا خزانہ، ہزاروں مواعظ و نصیحتوں کا مجموعہ، باطل فرقوں کا مکمل رد، صحابہ کرامؓ، آئمہ و محدثین کے مسلک کی آئینہ دار ہے۔

خلاصہ بحث

۱- القرآن یفسر بعضہ بعضاً کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے واضح آیات (جہاں تاویل کی گنجائش نہ ہو) کی تفسیر دیگر آیات کے ذریعے کی گئی ہے۔

۲- یہ تفسیر محدثانہ رنگ میں ہے احادیث آثار کے ذخیرہ کا حیرت انگیز حد تک احاطہ کیا گیا ہے اور قرآنی آیات ذکر کرنے کے بعد جہاں مفسر کو احادیث مل سکی ہیں انہیں بیان کرنے میں فراخ دلی سے کام لیا گیا ہے البتہ سلسلہ اسناد کو ترک کیا گیا تفسیری مآخذ پر ہی اعتماد کیا گیا ہے اسی وجہ سے رجال پر بحث بہت کم مواقع پر کی گئی ہے۔

۳- احادیث رسول ﷺ کے ذکر کرنے کے بعد صحابہؓ و تابعین کے اقوال بکثرت ذکر کیے گئے ہیں۔

۴- آیات کی تفصیل و تفسیر کے سلسلہ میں دیگر مفسرین اقوال نقل کیے گئے ہیں اور بعض مقامات پر اپنا موقف آخر میں بیان کر کے وجہ ترجیح بھی بیان کی گئی ہے۔

۵- آیات کی لغوی تحقیق بھی کی گئی ہے جس سے اصطلاحی معانی بیان کرنے میں مدد ملتی ہے۔

۶- حسب موقع صرفی و نحوی بحث بھی کی گئی ہے۔

۷- بعض مقامات پر کلام عرب سے استشہاد کرتے ہوئے اشعار اور محاورات کا ذکر کیا گیا ہے۔

۸- اور فقہی مسائل و احکام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں اعتدال پر موصوف قائم رہے ہیں۔

حوالہ جات

یہ آرٹیکل میں نے اپنے مقالہ برائے پی ایچ ڈی بعنوان "علمائے برصغیر کی تفاسیر ماثورہ میں خدمات" سے اخذ کیا ہے اور میں نے یہ تھیسس اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر (ڈائریکٹر سیرت چیئر) کی زیر نگرانی لکھا جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔

۱- لکھنوی، عبدالحی، علامہ، نزہۃ الخواطر، (مطبعۃ انسٹی ٹیوٹ پریس، علی گڑھ) ۸/۷۵

۲- بھٹی، محمد اسحاق، برصغیر پاک وہند میں علم فقہ (ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور) ص۔ ۳۴۷

۳- ایضاً

۴- نزہۃ الخواطر، ۸/۷۵

۵- برصغیر پاک وہند میں علم فقہ ص۔ ۳۴۷

۶- سید ابوالحسن علی ندوی حیات عبدالحی (مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۷۵)ص۔۷۵۔
۷- نزہۃ الخواطر، ۸/۷۵۔
۸- ایضاً، ۸/۷۶۔
۹- ایضاً، ۸/۷۵۔
۱۰- مولانا عبدالماجد دریا آبادی، مقدمہ تفسیر ماجدی (تاج کمپنی لمٹیڈ لاہور، ۱۹۷۵)ص۔۳۔
۱۱- سید امیر علی تفسیر مواہب الرحمٰن (مکتبہ رشیدیہ لاہور) ۱/۱۔
۱۲- الفاتحہ:۶۔
۱۳- النساء:۴۹۔
۱۴- تفسیر مواہب الرحمٰن، ص۔۶۸۔
۱۵- ایضاً، ۲/۳۔
۱۶- مقدمہ تفسیر مواہب الرحمٰن ص۔۶۸۔
۱۷- ایضاً ص ۷۱۔
۱۸- تفسیر مواہب الرحمٰن ۳/۳۸۵۔
۱۹- ایضاً۔
۲۰- البقرۃ: ۵۵۔
۲۱- تفسیر مواہب الرحمٰن ۱/۱۶۴۔
۲۲- البقرۃ: ۱۸۹۔
۲۳- تفسیر مواہب الرحمٰن، ۲/۱۲۱۔
۲۴- ایضاً، ۳/۱۱۷۔
۲۵- الماعون: ۱۔
۲۶- تفسیر مواہب الرحمٰن، ۳۰/۷۶۹۔
۲۷- ایضاً، ۱/۷۔
۲۸- انشراح: ۴۔
۲۹- تفسیر مواہب الرحمٰن، ۳۰/۵۸۸۔